تصویری کہانی سلسلہ
نیکی کا صلہ
مظہر جاوید بخاری

پرانے وقتوں کی بات ہے کہ ایک گاؤں میں ایک بوڑھی عورت رہتی تھی۔ اس کی صرف ایک ہی بیٹی تھی جس کا نام بانو تھا۔ بانو کا باپ بچپن میں ہی فوت ہو چکا تھا۔ بانو کی ماں نے بڑی مصیبتوں سے بانو کی پرورش کی اور اسے پڑھایا لکھایا۔ بانو جب جوان ہوئی تو اس کے ساتھ ایک اور بدقسمتی ہوئی کہ اس کے سر پر بھی ماں کی طرح عجیب طرح کے سینگ نکل آئے جو درخت کی شاخ کی مانند بل کھائے ہوئے تھے۔ اس عیب نے بانو کو گاؤں بھر میں منفرد بنا دیا تھا۔ لوگ اس کی صورت دیکھ کر ہنستے اور خوب فقرے کستے۔ جبکہ کئی خدا ترس لوگ اللہ سے توبہ کرتے اور اس کی حالت پر افسوس کیا کرتے۔ لوگ یہی سمجھتے تھے کہ یہ کسی موروثی بیماری کا نتیجہ ہے جو ماں کے بعد اب بانو میں منتقل ہو چکا تھا۔ بانو کو کسی کی کوئی پرواہ نہیں تھی، وہ نٹ کھٹ اور شرارتی تھی اور ہر ایک سے بڑی محبت کے

ساتھ پیش آتی تھی۔ بانو پر مشکل کے دن تب آئے جب اس کی شفیق ماں بہت زیادہ بیمار ہوگئی۔ بانو نے اس کی تیمارداری میں دن رات ایک کر دیا مگر قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ باپ کی طرح ماں بھی چل بسی اور بانو اس دنیا میں تنہا رہ گئی۔ مرنے سے پہلے اس کی ماں نے بانو کو ہدایت کی کہ وہ اکیلی اس گھر میں رہ کر کیا کرے گی؟ بہتر ہوگا کہ وہ اپنے ماموں کے گھر چلی جائے اور وہاں اس کے چار بھائی ہیں جو یقیناً اس کی دیکھ بھال کرلیں گے۔ بانو نے اپنے ضروری کپڑے اور سامان سمیٹا، گھر کو تالا لگایا اور ساتھ والے گاؤں کی راہ لی۔ اس کے ماموں کا گھر، نزدیک ہی ایک دوسرے گاؤں میں تھا۔ بانو پہلے بھی کئی بار وہاں جا چکی تھی۔ اس کا ماموں تو دُنیا میں نہیں تھا مگر ماموں زاد بھائی خوشحال زندگی بسر کر رہے تھے۔ جب وہ طویل مسافت طے کر کے دوسرے گاؤں میں پہنچی تو کافی تھک چکی تھی۔ اس دور میں زیادہ تر پیدل ہی سفر کیا جاتا تھا۔ وہ سیدھی اپنے ماموں کے گھر پہنچی۔ بھائیوں کی بیویوں نے اسے دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔ جب بانو نے انہیں اپنے آنے کا مقصد بتایا تو سب کے ماتھوں پر بل پڑ

گئے۔ وہ اپنے گھر میں بانو کو رکھنے کیلئے آمادہ نہیں تھیں۔ بڑے بھائی کی بیوی نے فوراً کہا کہ بی بانو ہمیں تو تمہارے یہاں رہنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے، بہتر ہوگا کہ تم اپنے بھائی سے اجازت لے لو۔ بانو نے کہا کہ ٹھیک ہے جب وہ شام کو گھر آ جائیں گے تو وہ اجازت لے لے گی۔ مگر بڑی بھابھی کے دل میں کھٹک چل رہی تھی، اس نے مختلف حیلوں سے بانو کا آمادہ کرلیا کہ وہ ابھی بڑے بھائی کے پاس جائے اور اجازت لیکر آئے۔ بڑی بھاوج کی دیکھا دیکھی دوسری دونوں بھاوجوں نے بھی اپنے اپنے شوہروں کی اجازت کو بانو کے قیام سے مشروط کردیا۔ ان کے رویئے اور اصرار نے بانو کو یہ سمجھا دیا تھا کہ وہ اسے گھر میں رکھنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ بانو کو اپنے بھائیوں پر بڑا اعتماد تھا کہ وہ اپنی اپنی بیویوں کو سمجھا بجھالیں گے۔ بانو کا اس دُنیا میں اور کوئی نہیں تھا۔ بانو نے اپنے کپڑے اور سامان وہیں رکھا اور بڑے بھائی کی دوکان کا رستہ لیا۔ اس کا بڑا بھائی کریانہ کی دوکان کا مالک تھا۔ تمام گاؤں اس کی دوکان سے سودا سلف لیتا تھا۔ بانو سیدھی کریانہ کی دوکان پر جا پہنچی۔ بڑے بھائی نے جب بانو کی صورت دیکھی تو بڑا خوش ہوا اور اسے بڑی محبت سے بٹھایا۔ بڑے بھائی کو بانو کی ماں کی خبر نہیں تھی۔ جب بانو نے اسے بتایا تو اس نے بڑے افسوس کا اظہار کیا اور بانو کو ہر قسم کی مالی مدد کی یقین دہانی کرائی۔ بانو خاموشی سے اس کی باتیں سنتی رہی۔ بڑے بھائی کی باتوں سے اس کا حوصلہ بڑھا کہ وہ بانو کو گھر میں رہنے کی بخوشی اجازت دے دے گا۔ بانو نے بڑی سادگی سے بتایا کہ وہ ہمیشہ کیلئے اب یہاں آ گئی ہے اور اپنے بھائیوں کے ہمراہ رہنا چاہتی ہے تو بڑا بھائی سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے کہا کہ وہ اپنی بیوی سے مشورہ کرکے ہی کوئی جواب دے گا۔ بانو نے کہا کہ وہ پہلے گھر ہی گئی تھی اور بڑی بھاوج کو اس کے قیام پر کوئی اعتراض نہیں۔ البتہ اس نے آپ سے اجازت لینا ضروری قرار دیا۔ بڑا بھائی سمجھ گیا کہ اس کی بیوی نے بات اپنے گلے سے اتار کر اس کے گلے ڈال دی ہے، تو وہ کچھ دیر خاموش رہا اور پھر جھینپے انداز میں بولا۔ بانو! بات دراصل یہ ہے کہ میرے حالات کچھ زیادہ اچھے نہیں ہیں، گھر کے اخراجات پہلے ہی بہت زیادہ ہیں، تمہارے رہنے سے کئی دبے ہوئے معاملے نکل آئیں گے اور گھر کا سارا سکون برباد ہو جائے گا۔ اگر میں شادی شدہ نہ ہوتا تو پھر اور بات تھی۔ بانو سمجھ گئی کہ بڑا بھائی اس سے جان چھڑانا چاہتا ہے تو وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ بڑے بھائی نے صفائی دینے کی کوشش کی مگر بانو نے اسے مزید شرمندہ نہ ہونے دیا۔ وہ وہاں سے نکل کر منجھلے بھائی کے پاس پہنچی جو گاؤں میں گوشت کا کاروبار کرتا تھا۔ پورے گاؤں

میں یہی ایک گوشت کی دوکان تھی۔ مالی اعتبار سے وہ بڑا مستحکم تھا۔اس نے جب بانو کی شکل دیکھی تو بڑی خوشی کا اظہار کیا اور اسے بڑی محبت کے ساتھ کرسی پر بٹھایا۔ منجھلے بھائی نے بھی بانو کی ماں کی وفات پر گہرے رنج کا اظہار کیا اور بانو کی ہر طرح سے مدد کا اعلان کیا۔ بانو کو کسی حد تک توقع بندھی کہ منجھلا بھائی اسے رکھنے پر انکار نہیں کرے گا۔ بانو نے اس سے کہا کہ وہ دراصل اس کے ہاں رہنے کیلئے آئی ہے اور اس کی اجازت درکار ہے۔

منجھلے بھائی نے جب یہ سنا تو اس کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں۔ وہ پریشان سا دکھائی دیا۔ اس نے کہا۔ بانو! میرے گھر میں بڑی جگہ ہے، تمہارے قیام سے مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ یہ سن کر بانو کا چہرہ کھل اُٹھا مگر اگلے ہی لمحے یہ خوشی ماند پڑ گئی جب منجھلے بھائی نے اپنی بیوی سے مشورہ کرنا ضروری قرار دیا۔ بانو نے بتایا کہ اس کی بھاوج نے اسے بخوشی گھر میں رہنے کی اجازت دیدی ہے تو منجھلا بھائی سمجھ گیا کہ اس کی بیوی نے اپنی جان چھڑا کر اسے جھانسہ دیا ہے۔ وہ کچھ دیر سوچتا رہا اور پھر بولا۔ بانو! بات یہ ہے کہ میرا گوشت کا کاروبار ہے اور

میرے گھر میں گوشت کی
بدبو پھیلی رہتی ہے۔ مجھے تو
اس کی عادت ہوگئی ہے مگر اجنبی کو
یہ بدبو برداشت نہیں ہوتی۔ اگر تم میرے گھر میں رہوگی تو مجھے خدشہ ہے کہ تم بیمار پڑ جاؤ گی اور تمہاری بیماری کی
وجہ سے میرے کام میں حرج پیدا ہوگا۔ اس لئے زیادہ بہتر ہوگا کہ تم بڑے بھائی یا چھوٹے بھائی کے گھر میں رہ
لو۔ منجھلے بھائی کے انکار پر بانو کا چہرہ اتر گیا اور وہ مزید کچھ کہے سنے وہاں سے نکل آئی۔ منجھلے بھائی نے اسے
روکنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اس نے تیسرے بھائی کو آزمانے کا فیصلہ کیا۔ اسے دونوں بھائیوں کے برتاؤ کے
بعد تیسرے بھائی سے کچھ زیادہ امید نہیں تھی۔ بانو کا تیسرا بھائی درزی تھا۔ جب بانو اس کی دوکان پر پہنچی تو تیسرا
بھائی اس کی شکل دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے فوراً اُٹھ کر اسے پیار کیا اور ٹھنڈا پانی پیش کیا۔ تیسرے بھائی نے
حیرت وخوشی سے پوچھا کہ وہ آج یہاں کیسے آ گئی؟ بانو نے اسے اپنی ماں کی موت کے بارے میں بتایا تو وہ
ہاتھ مل کر افسوس کا اظہار کرنے لگا۔ تیسرے بھائی نے بھی اسے ہر قسم کی مدد کی یقین دہانی کرائی۔ بانو نے ہنس
کر اسے بتایا کہ وہ تو ہمیشہ کیلئے اس کے گھر رہنے کیلئے آئی ہے، کیا وہ اسے اپنے گھر رکھنے پر رضامند ہے تو

تیسرے بھائی کو سانپ سونگھ گیا۔ اس نے ادھر ادھر کی ہانکنا شروع کر دیں۔ بڑے دونوں بھائیوں نے دلجوئی کی خاطر اتنا کہہ دیا تھا کہ انہیں کوئی اعتراض نہیں مگر تیسرے بھائی نے تو دلجوئی کی کوشش بھی نہیں کی۔ بانو نے اپنا سوال دوبارہ پوچھا۔ تیسرا بھائی گول مول انداز میں جواب دینے کی کوشش کرتا رہا۔ بانو کو سمجھ آ چکا تھا کہ تینوں بھائیوں کی محبت محض دکھاوا اور بناوٹ تھی۔ اس نے اسے مزید نادم کرنا مناسب نہیں سمجھا اور چوتھے بھائی سے ملنے کا ارادہ کیا۔ بانو دوکان سے نکلی اور چوتھے بھائی کی طرف چل پڑی۔ اسے اپنے تینوں بھائیوں پر رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا۔ منہ دیکھی محبت کا اس نے سنا تھا مگر اس کا اظہار اب دیکھ لیا تھا۔ چوتھا اور آخری بھائی غریب اور بدصورت

تھا۔ وہ لوگوں کی جوتیاں گانٹھتا تھا اور اپنا گزر بسر کر لیا کرتا۔ اس کا گھر بھی چھوٹا تھا۔ اس کا چہرہ چوہے سے مشابہت رکھتا تھا۔ گاؤں کے لوگ اسے چوہا کہہ کر پکارتے تھے۔ اس نے جب بانو کی صورت دیکھی تو وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ بانو نے اس سے کچھ کہنا چاہا تو اس نے اسے منع کر دیا اور کہا کہ جو بھی بات کرنا ہے گھر چل کر کرنا، بازار میں باتیں کرنا اچھی نہیں لگتا۔ بانو خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑی۔ گھر پہنچ کر اس نے بانو سے پوچھا کہ وہ کیا کھائے پیئے گی؟ بانو کو بڑے زور کی بھوک لگ رہی تھی کیونکہ اس نے سارا دن کچھ نہیں کھایا تھا۔ چھوٹے بھائی نے اسے کھانا کھلایا اور پھر آنے کا مقصد دریافت کیا۔ بانو نے اپنی ماں کی موت کا بتایا تو وہ غمزدہ دکھائی دیا۔ اس نے پوچھا کہ بانو! تم اس بھری دُنیا میں تنہا رہ گئی ہو۔ تمہارا تنہا رہنا بہتر نہیں، اگر تم مناسب سمجھو تو اس گھر کو اپنا ہی

سمجھو اور یہیں رہو۔ یہ سن کر بانو کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس نے تینوں
بھائیوں کے برتاؤ کا حال اسے بتا دیا۔ چھوٹے بھائی نے اسے تسلی دی اور ہمیشہ
کیلئے اپنے گھر میں رکھ لیا۔ مخلص ہمدرد وہی ہوتا ہے جو مصیبت میں کام آئے۔ چھوٹا بھائی، بانو کا بڑا خیال رکھتا
اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر اس کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرتا۔ جب کافی عرصہ گزر گیا تو بانو نے اسے
بتایا کہ اس کے پاس کچھ زیور ہے جو اس کی ماں نے اسے دیا تھا۔ زیور پہننے سے اسے کوئی دلچسپی نہیں اور نہ ہی وہ
انہیں پہن کر تماشا بننا چاہتی ہے۔ بہتر ہوگا کہ انہیں بیچ کر وہ کوئی اچھا کاروبار کر لے۔ چھوٹے بھائی نے بہت
انکار کیا مگر بالآخر اسے بانو کی بات ماننا پڑی۔ زیور بیچ کر اس نے زمین کا قطعہ خرید لیا اور کھیتی باڑی کرنے لگا۔
پہلی فصل ہی اتنی شاندار ہوئی کہ وہ مال و دولت میں اپنے تینوں بھائیوں کو مات دے گیا۔ اس نے بڑی حویلی خرید
لی تھی اور اب بانو گاؤں میں سب سے بڑے گھر میں رہتی تھی۔

بچوں کیلئے دلچسپ اور رنگا رنگ کہانیاں